



سوال

(30) مسئلہ رفع یدین اور آمین بالجہر

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارے محلے میں ہر بدھ جماعت اسلامی والوں کا درس ہوتا ہے آج میں بھی شوقیہ چلی گئی وہاں جو سوال زیر بحث آیا وہ یہ کہ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ رفع یدین اور آمین کہیں یا نہ کہیں آپ کی مرضی ہے کافی بحث ہوئی۔ ان کا موقف یہ تھا کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے رفع یدین کیا تھا کہ کفار آپ کے پیچھے بنگلوں میں بت دبا کر کھڑے ہو جاتے تھے اس لئے آپ نے رفع یدین کیا اور کروایا۔ اس کے بعد آپ نے ایسا کرنا چھوڑ دیا کیسا ہی ہے؟ پھر یہ کہ کیا آپ نے واقعی چھوڑ دیا تھا اور انہوں نے مزید یہ بھی کہا کہ امام شافعی اور امام مالک کے درمیان بھی بحث جاری رہی اور وہ فیصلہ نہیں کر پائے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں مفصل جواب دیں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

صورت مسؤلہ میں جو دو مسئلے ذکر کیے گئے ہیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہیں اور صحیح احادیث سے ثابت ہیں اور مسئلہ رفع یدین تو ایسا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر احادیث سے ثابت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی رفع یدین کو چھوڑا ہو۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِندَ مَكْتَبِهِ إِذَا فَتِحَ الصَّلَاةُ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، رَفْعًا كَثِيفًا))

تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے۔ اور جب رکوع کیلئے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے تھے۔

(بخاری (۴۳۵) مسلم ۴: ۹۳، ۹۳: ۹۳، مسند احمد ۲: ۸، ۱۸: ۶۲، ۱۳۷: ۱۳۷ - مؤطا امام مالک ۱: ۷۵، مصنف عبدالرزاق (۲۵۱۸، ۲۵۱۹) ابن ماجہ (۸۵۸)

اسی طرح رفع یدین کی روایات سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے سنن ابوداؤد ۱/۱۹۳ (۲۶۲) نسائی اور مسلم ۴۳/۱۱ میں بھی مروی ہے اور سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ متاخر الاسلام ہیں۔ چنانچہ علامہ بدرالدین عینی حنفی، بخاری کی شرح عمدۃ القاری ۳/۹۹ پر مقرر ہیں کہ:

"والحق عن حجر أسلم في المدينة من الهجرة"

"وائل بن حجر ۹۹ ہجری میں مدینہ میں مسلمان ہوئے۔"

یہ حضر موت کے علاقہ میں رہنے والے تھے اور حضر موت سے مدینہ تک اس وقت کی مسافت کے لحاظ سے چھ ماہ کا سفر تھا جب پہلی دفعہ آپ کے پاس آئے اور آپ سے دین کے



احکامات سیکھ کر دوبارہ اپنے وطن واپس چلے گئے پھر اس کے بعد ۱۰۱۰ھ میں دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیان کرتے ہیں :

((مَنْ جُنْتُ بَعْدَ ذَلِكَ فِي زَمَانٍ فَبِرُّوْشَيْدٍ مَرَّيْتِ النَّاسَ عَلَيْهِمْ بَلَى الثَّيَابِ تَحْرُكُ أَيْدِيَهُمْ تَحْتَ الثَّيَابِ))

"پھر میں اس کے بعد ایک زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا ان دنوں سخت سردی تھی میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے اوپر موٹی چادریں تھیں۔ ان کے ہاتھ کپڑوں کے نیچے سے حرکت کرتے تھے"۔ (البداء (۴۲۷: ۱۹۳: ۱۱))

اس سے معلوم ہوا کہ ۱۰۱۰ھ تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع الیدین ثابت ہے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پانے کے بعد حضرت انس کے قائل ہیں وہ ۱۰۱۰ھ کے بعد کی عدم رفع الیدین کی کوئی صحیح روایت پیش کریں اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع الیدین کا حکم اس لئے دیا کہ کافر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بت لے کر کھڑے ہو جاتے تھے جابلوں کا پھیلا ہوا بست بڑا جھوٹ ہے جسے بیان کرنے والا اگر کوئی عالم ہے تو اسے خدا کے عذاب سے ڈرنا چاہئے ایسی بات کا وجود تو پورے ذخیرہ حدیث میں کہیں بھی نہیں۔ نہ کسی صحیح حدیث میں نہ ہی کسی ضعیف حدیث میں بعض لوگوں کو اپنا گرد اکھٹا کرنے کے شوق میں اور سیاسی اور مسموری مصلحتوں میں آکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پھوٹی بات منسوب کرنا اور اس پر اصرار کرنا خدا کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔ ایسی مصلحتوں کا دنیا میں تو کوئی فائدہ نہ ہوگا لیکن آخر میں لوگوں کو خوش کرنے کی خاطر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایسی مہم بازی کا جو تھیلے گا، اس سے پھر وہاں کوئی بچانے والا نہ ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ کفار کا آپ کے پیچھے آکر نماز کیلئے کھڑا ہوا ان ایک مضحکہ خیز بات ہے۔ اگر رفع الیدین اس لئے کیا کہ لوگ بگلوں میں جو بت رکھتے تھے ان کو گرانے کا ایک طریقہ تھا تو کیا پہلی دفعہ تکبیر تحریم کے ساتھ جو رفع الیدین کے وقت بت نہیں گرنے دیتے وہ رکوع کی رفع الیدین کے وقت کیسے گرنے دیں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک رفع الیدین کے متعلق کوئی صحیح حدیث مروی نہیں بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ امام جلال الدین الیسوطی رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز کتاب الاذکار المتتارۃ فی الاخبار المتواترۃ میں رفع الیدین کی حدیث کو متواتر کہا ہے۔ اس طرح نظم المتتارۃ میں الحدیث المتواتر اور تدریب الراوی وغیرہ ملاحظہ ہوں۔ امام شافعی اور امام مالک تو صحیح روایت کے مطابق رفع الیدین کے قائلو فاعل تھے ان میں اس مسئلہ پر کوئی اختلاف اور بحث تمیص مروی نہیں ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی رفع الیدین والی روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

"وبعدا ینتول اہل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعم ابن عمر وجابر بن عبد اللہ والیوہریرہ وانش وابن عباس وعبد اللہ بن الزبیر وغیرہم من الثابعین الحسن البصری وعطاء و طاوس ومجاہد و نافع و سالم بن عبد اللہ وسعید بن جیمیر وغیرہم زوہر ینتول مالک ومعمرو الاوزاعی وابن عیینہ وعبد اللہ بن المبارک والثقفی و احمد واسحاق"

"یہی بات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اہل علم کہتے ہیں۔ ان میں سے ابن عمر، جابر بن عبد اللہ، ابو ہریرہ، انس، ابن عباس، عبد اللہ بن الزبیر وغیرہ۔ اور تابعین میں سے حسن بصری، عطاء، طاوس، مجاہد، نافع، سالم، سعید بن جیمیر وغیرہ۔ اور یہی بات امام مالک، امام معمر، امام اور زاعی ابن عیینہ، امام عبد اللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راویہ کہتے ہیں"۔ (ترمذی ۲۲/۳۷)

امام ترمذی رحمہ اللہ کی اس صراحت سے معلوم ہو گیا کہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل وغیرہ بھی رفع الیدین کے قائل و فاعل تھے۔

لہذا یہ بات کہہ سکتی کہ امام شافعی رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف تھا ختم نہیں ہو سکا سراسر غلط اور بے بنیاد ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ بفرض مجال اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ شافعی رحمہ اللہ و مالک رحمہ اللہ میں یہ اختلاف تھا تو پھر بھی ان کے اختلاف کی وجہ سے مسئلہ رفع الیدین پر کوئی آج نہیں آسکتی کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر سنت ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی ترک نہیں کی اور آپ کی حدیث کے مد مقابل تو کسی امام کی بات قابل حجت نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل میں امام کی بات کو ترجیح دیتا ہے تو گویا اس نے امام جو کہ امتی ہے اس کا درجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا سمجھا ہے۔ اس کے علاوہ آئینہ البھر کی بھی احادیث کئی ایک ہیں۔ سیدنا و اہل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ :

((سعدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرۃ غیر المنسوب علیہم ولا الصالحین قتال امین مدبا موتہ))



"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا اور آمین کے ساتھ اپنی آواز کو دراز کیا"۔ (الوداؤد ۹۳۲) ترمذی (۲۳۸)،
درامی ۲۸۳: ۱، دارقطنی، ۳۴ ۳۳، بیہقی ۵۷: ۱، ابن ابی شیبہ ۴۲۵: ۲)
بعض روایتوں میں مدبھا صوتہ، کی جگہ رفع بھا صوتہ آتا ہے۔ یعنی اپنی آواز کو بلند کیا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ:

"آمن ابن الزبیر ومن وراءه حتى أن للمسجد لليلة"

"عبداللہ بن زبری اور ان کے مشقیدیوں نے اس قدر بلند آواز سے آمین کہی کہ مسجد لرز گئی"۔ (بخاری ۲۶۲: ۲، مسند شافعی ۱۵، ۲۱۲، بیہقی ۵۹: ۲)
اسی طرح حضرت عطاء، تابعی رحمہ اللہ سے مروی ہے جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے استاذ ہیں کہتے ہیں کہ:
"میں نے مسجد حرام میں دو سو (۲۰۰) صحابہ کرام کو پایا جب امام ولا الضالین کہتا تو سب صحابہ بلند آواز سے آمین کہتے تھے"۔ بیہقی ۵۹: ۲، ابن حبان (۱۹۹۶، ۱۹۹۷)

((عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ما حمدني اليهودي شي، ما حمدني علي السلام والتأمين))

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قدر یہودی آمین اور سلام پر حمد کرتے ہیں اس قدر کسی چیز پر حمد نہیں کرتے"۔ (مصباح
الزجاج ۱۱/۲۹۷)

امام بوصیری رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے تمام رواۃ سے امام مسلم نے حجت لی ہے۔ یہی روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مسند احمد ۱۳۳۳: ۶۲،
۱۳۵۱۳۵، بیہقی ۵۵۶: ۲۲، مجمع الزوائد، ابن ماجہ (۸۵۶۵۶) صحیح ابن خزیمہ ۴۵۷: ۵۷ وغیرہ میں موجود ہے۔
ان روایات سے معلوم ہوا کہ آمین رفع یدین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہیں جو کہ منسوخ نہیں ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر ہمیشہ عمل درآمد کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ
ہمیں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر صحیح معنوں میں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔
حدیث ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

1 ج

محدث فتویٰ